

عشقِ مصطفیٰ کی چاشنی سے بھرپور ایمان افروز بیان



عشقِ رسولؐ



- شہرِ رسالت کے پروانے
- 4 آستینوں کو چھری سے کاٹ لیا
- 22 محبت کے اسباب
- 33 محبت کی علامات
- 35 اتباعِ رسول اور امیرِ اہلسنت
- 44 ساداتِ کرام سے عقیدت کی وجہ
- 45 سادات کے لئے دو گنا حصہ

پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ
(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

عشق رسول (1)

درد و شریف کی فضیلت

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا فرمانِ رحمت ہے: جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔⁽²⁾
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

آزادی ٹھکرانے والا غلام

اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت سیدتنا خدیجہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نکاح کے بعد اپنے غلام حضرت سیدنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بطور

1... مبلغ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلس شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مَدَنی ظَلَمَةُ الْعَالَمِ نے یہ بیان ۳ ذوالقعدة الحرام ۱۴۳۳ ہجری بمطابق 20 ستمبر 2012 عیسوی بروز اتوار عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں فرمایا۔ ضروری ترمیم و اضافے کے بعد ۱۵ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ ہجری بمطابق 11 اکتوبر 2014 عیسوی کو تحریری صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (شعبہ رسائل و دعوتِ اسلامی مجلس المدینۃ العلمیۃ)

2... سنن نسائی، کتاب السہو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی، ص ۲۲۲، حدیث: ۱۲۹۴

تحفہ پیش کر دیا، ایک بار ان کے والد اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ مکرمہ آئے اور حُسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے عبدُ المطلب کی اولاد اور سردارِ قوم کے بیٹے! آپ حرمِ پاک کے رہنے والے ہیں، قیدیوں کو رہا کراتے اور انہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ ہمارا بیٹا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا غلام ہے اور ہم اسی کے سلسلے میں آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں ہم پر احسان فرماتے ہوئے فدیہ قبول کریں اور اس کو رہا کر دیں بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لیں۔ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہی بات ہے تو اس کو بلاؤ اور اسی کو اختیار دے دو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو فدیہ دیئے بغیر اسے لے جاسکتے ہو اور اگر وہ میرے پاس رہنا پسند کرے تو بخدا جو مجھے پسند کرے میں اس کے بدلے فدیہ پسند نہیں کروں گا۔ انہوں نے خوش ہو کر عرض کی: آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمارے ساتھ بہت انصاف فرمایا ہے۔ اس کے بعد نبی اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت زید رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور پوچھا: کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں! یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ سردارِ دو جہان، رَحْمَتِ عالمیان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور میری صحبت بھی ملاحظہ کر چکے ہو، اب تمہیں اختیار ہے، چاہو تو میرے پاس رہ جاؤ اور چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ۔

سیدنا زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: حُضُور! میں آپ کے مقابلے میں بھلا کس کو اختیار کر سکتا ہوں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان کے والد اور چچا نے کہا: زید! بڑے افسوس کی بات ہے، کیا تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دو گے...؟ کیا باپ، چچا اور سب گھر والوں کو چھوڑ کر غلام رہنا پسند کرو گے؟ حضرت زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے (حُضُور عَلَیْہِ الصَّلَاوۃُ وَالسَّلَام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: میں نے ان میں ایسی خوبی دیکھی ہے کہ میں ان کے مقابلے میں کسی کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ جب حُضُورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ جواب سنا تو زید بن حارثہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو حطیم کعبہ کے پاس لائے اور وہاں موجود لوگوں کے سامنے فرمایا: گواہ ہو جاؤ کہ زید میرا بیٹا ہے۔ حضرت زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے والد اور چچا نے یہ منظر دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور انہیں پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ہی چھوڑ کر چلے گئے۔^(۱)

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
 مونہ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف
 (ذوقِ نعت، ص ۹۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سیدنا زید بن حارثہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بے چین دلوں کے چین، رَحْمَتِ کو نین صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سے بے پناہ محبت کے سبب آپ سے جدائی اور دوری گوارانہ کی اور اپنے اہل خانہ اور عزیز و اقارب کے بجائے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قربت و صحبت اختیار کرنے ہی کو ترجیح دی کیونکہ محبتِ رسول ہے ہی ایسی انمول نعمت کہ جسے نصیب ہو جائے اسے دنیا کی کسی بھی چیز کی طلب نہیں رہتی۔ صرف زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی نہیں بلکہ سبھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ سرکارِ دو عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ آئیے شمعِ رسالت کے اُن پروانوں کے عشقِ نبی اور تعظیمِ مصطفوی کی کچھ جھلکیاں ملاحظہ کیجئے۔

شمعِ رسالت کے پروانے

صَلِّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سالِ قریش نے حضرت سَیِّدُنا عروہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو (جو ابھی ایمان نہ لائے تھے) شہنشاہِ دو عالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بھیجا، انہوں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب وضو فرماتے تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے اس قدر تیزی سے بڑھتے کہ یوں معلوم ہوتا جیسے ایک دوسرے سے لڑپڑیں گے۔ جب لعابِ مبارک ڈالتے یا ناک صاف کرتے تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ اسے ہاتھوں میں لے کر (بطور تبرک) اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں کوئی حکم دیتے تو فوراً تعمیل کرتے اور جب گفتگو فرماتے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے خاموش رہتے اور ازراہِ تعظیم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے۔

جب حضرت سیدنا عروہ بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اہل مکہ کے پاس واپس گئے تو ان سے کہا: اے گروہ قریش! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی گیا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کی اُس کی قوم میں ایسی شان و شوکت اور قدر و منزلت نہیں دیکھی جیسی شان (حضرت) محمد (مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ان کے صحابہ (عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان) میں دیکھی ہے۔^(۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عشقِ رسول سے سرشار ہو کر جس شاندار انداز میں اپنے آقا و مولیٰ، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان حضرات نے اپنے کردار سے رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کو یہ بتا دیا کہ ایک امتی کو اپنے نبی صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیسا تعلق اور کیسا عشق ہونا چاہئے۔ اُن نفوسِ قدسیہ نے اپنی خواہشات، گھر بار، مال و اسباب، یہاں تک کہ اولاد اور اپنی جان سے بھی بڑھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کو اپنے دل میں بسائے رکھا۔

محبتِ رسول اصل ایمان ہے

صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اس بے مثال جذبہ عشقِ رسول کو سامنے رکھتے ہوئے ہر امتی پر حق ہے کہ وہ محبوبِ دو جہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللہ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات کو سارے جہان سے بڑھ کر محبوب رکھے کیونکہ ان کی محبت ہی ہمارے

ایمان کی بنیاد ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ
وَأُخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ
وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا
أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِّنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ
يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے
باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور
تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی
کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں
ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں
اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں
لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو
یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ

(پ ۱۰، التوبة: ۲۴) فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ
اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: دین کے محفوظ رکھنے کے لئے دنیا
کی مشقت برداشت کرنا مسلمان پر لازم ہے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اس کے رسول (صَلَّى
اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات کچھ قابلِ التفات نہیں
اور خدا اور رسول کی محبت ایمان کی دلیل ہے۔

معلوم ہوا کہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت بندہ مومن
کے ایمان کی بنیاد ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ سرورِ کونین، رحمتِ دارین صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب و عزیز رکھے ورنہ اس کا ایمان نا مکمل ہے۔ جیسا کہ

حضرت سیدنا عبد اللہ بن ہشام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ ہم رسول اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے، حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے عمر! اب (تمہارا ایمان کامل ہوا) ^(۱)

محبت رسولِ خونی رشتوں سے بڑھ کر ہے

یاد رکھئے! ایمانِ کامل کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمان کے نزدیک سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات تمام رشتے ناتوں سے بڑھ کر محبوب ہو۔ نبی

کریم، رُؤُوفٌ رَحِيمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّىٰ اُکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَاِلِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔^(۱)

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمانِ مبارک کو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے مکمل طور پر اپنے اوپر نافذ کر لیا تھا۔ جیسا کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم سے کسی نے سوال کیا کہ آپ لوگ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیسی محبت کرتے ہیں؟ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: کَانَ وَاللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیْنَا مِنْ اُمُوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاِبْنَانَا وَاُمَّہَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلٰی الظَّمَا، خدا کی قسم! رُحمتِ عالم، نُورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں اپنے مال، اپنی اولاد، ماں باپ اور سخت پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی بڑھ کر محبوب ہیں۔^(۲)

محمد ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا

پدر، مادر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا

سُبْحَانَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ! صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان عشقِ رسول کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ انہیں اپنی جان، مال اور قریبی رشتوں سے بھی زیادہ عزیز نبی کریم،

۱... بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول... الخ، ۱/۱۷۱، حدیث: ۱۵

۲... شفاء، القسم الثانی، الباب الاول، فصل فیما روی عن السلف والائمة، الجزء الثانی، ص ۲۲

رُؤُوفٌ رَّحِيمٌ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ذات ہوا کرتی بلکہ اُنْ نَفُوسِ قَدْرِیَّہ کا حال تو یہ تھا کہ موت کی آغوش میں پہنچ کر بھی انہیں جانِ کائناتِ فخرِ موجوداتِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی فکر دامن گیر رہتی۔ آئیے اس ضمن میں ایک انتہائی ایمان افروز واقعہ ملاحظہ کیجئے۔

سیدنا صدیق اکبر عاشق اکبر ہیں

آغازِ اسلام میں جب صحابہ کرام کی تعداد اڑتیس ہو گئی تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اعلانِ اظہارِ اسلام کے لئے اجازت طلب کی اور اصرار فرماتے رہے یہاں تک کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اظہارِ اسلام کی اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ لوگوں کو خطبہِ اسلام دینے کے لئے کھڑے ہوئے، پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ اس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بلانے والے پہلے خطیب کا شرف حاصل ہوا۔ مُشرکینِ مکہ نے جب مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوتِ اسلام دیتے دیکھا تو ان کا خون کھول اٹھا اور وہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ و دیگر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا، صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کو بھی نہایت بری طرح مارا حتیٰ کہ عتبہ بن ربیعہ نامی خبیث آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کے قریب آیا اور اپنے ناپاک

جوتے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مبارک چہرے پر مارنے لگا اور آپ کے پیٹ پر چڑھ کر اچھل کود کرنے لگا یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے، زخموں کی وجہ سے آپ کا چہرہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ جب آپ کے قبیلے بُنُو تَمِیم کے لوگوں کو پتا چلا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کو مشرکین سے چھڑا کر گھر لے گئے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تشویشناک حالت دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ زندہ نہ رہ پائیں گے۔ آپ کے والد ابوفحانہ اور بُنُو تَمِیم کے لوگ بہت پریشان تھے اور مسلسل آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے گفتگو کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ بالآخر دن کے آخری حصے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہوش آ گیا۔ لیکن ہوش میں آتے ہی زبان سے پہلا جملہ یہ نکلا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کس حال میں ہیں؟ آپ کی یہ بات سن کر قبیلے کے کئی لوگ ناراض ہو کر چلے گئے۔ آپ کی والدہ جب کچھ کھانے پینے کے لئے کہتیں تو آپ صرف ایک ہی جملہ کہتے: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کس حال میں ہیں؟ مجھے صرف ان کی خبر دو۔ جب آپ کو یہ خبر ملی کہ رَحْمَتِ عالم، نُورِ مُجَمَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خیریت سے ہیں اور دارِ اَرْقَم میں تشریف فرما ہیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بذاتِ خود دیکھ نہ لوں۔ جب سب لوگ چلے گئے تو آپ کی والدہ اور اُمِّ جمیل بِنْتُ خُطَّاب آپ کو سہارا دے کر شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لے گئیں۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے

عاشقِ زار کو دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر انہیں تھام لیا اور ان کے بوسے لینے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر تمام مسلمان بھی فرطِ جذبات میں آپ کی طرف لپکے۔ زخموں سے چور صدیقِ اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیکھ کر حضور عَلَیْہِ السَّلَام پر بڑی رقت طاری ہوئی، اس پر آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں ٹھیک ہوں بس چہرہ تھوڑا زخمی ہو گیا ہے۔^(۱)

سُبْحَنَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ عاشقِ اکبر کی وارفتگی، جانثاری اور عشقِ رسول کا یہ بے مثال منظر چشمِ فلک نے شاید ہی کہیں اور دیکھا ہو گا اسی لئے تو دنیا انہیں امامِ عشق و محبت مانتی ہے۔ قیامت تک جب بھی رسولِ مُخْتَلَم، تاجدارِ عرب و عجم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عشاق کا ذکر ہو گا تو اس میں سب سے پہلا نام حضرت سَیِّدُنَا صدیقِ اکبر رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کا ہو گا جنہوں نے اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ چنانچہ،

صدیقِ کیلئے ہے خدا اور رسول بس

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا کہ اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لئے صدقہ کرو۔ اس فرمانِ عالیشان کی تعمیل میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حسبِ توفیق اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لئے تصدق کیا۔ حضرت سَیِّدُنَا عثمان ذُو النُّورین رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے دس

۱... تاریخ مدینۃ دمشق، ۴۹/۳۰، ملخصاً

ہزار مجاہدین کا ساز و سامان تصدق کیا اور دس ہزار دینار خرچ کئے اس کے علاوہ نو سو اونٹ اور سو گھوڑے مع ساز و سامان پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان پر لَنیک کہتے ہوئے پیش کر دیئے۔ چنانچہ،

حضرت سَیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میرے پاس بھی مال تھا میں نے سوچا حضرت سَیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہر دفعہ ان معاملات میں مجھ سے سبقت لے جاتے ہیں اس بار زیادہ سے زیادہ مال صدقہ کر کے ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ وہ گھر گئے اور گھر کا سارا مال اکٹھا کیا اس کے دو حصے کئے ایک گھر والوں کے لئے چھوڑا اور دوسرا حصہ لے کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: اے عمر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کے آئے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آدھا مال گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں عاشقِ اکبر، یارِ غارِ مصطفیٰ حضرت سَیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنا مال لے کر بارگاہ رسالت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک بالکل سادہ سی قبا پہنی ہوئی ہے جس پر ببول کے کانٹوں کے بٹن لگائے ہوئے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور استفسار فرمایا: اے ابو بکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ بس! محبوب کا یہ پوچھنا تھا کہ گویا عاشقِ صادق کا دل عشق و محبت کی مہک سے جھوم اٹھا، فوراً ہی سمجھ گئے کہ بات کچھ اور ہے، کیونکہ

محبوب تو جانتا ہے کہ میرے عاشق صادق نے تو اس وقت بھی اپنی جان، مال، آل، اولاد سب کچھ قربان کر دیا تھا جب مکہ مکرمہ میں حمایت کرنے والے نہ ہونے کے برابر تھے بلکہ اکثر لوگ جانی دشمن بن گئے تھے اور محبوب کے کلام کو کیوں نہ سمجھتے کہ یہ تو وہ عاشق تھے جو ہر وقت اس موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ بس محبوب کچھ مانگے تو سہی! سب کچھ قدموں میں لا کر قربان کر دیں:

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

یہ تو وہ عاشق صادق تھے جنہوں نے کبھی اپنے مال کو اپنا سمجھا ہی نہیں، بلکہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا اسے محبوب کی عطا سمجھتے اور کیوں نہ سمجھتے کہ:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

فوراً سمجھ گئے کہ محبوب کی چاہت کچھ اور ہے غالباً محبوب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے میرے عاشق! میں تو تیرے عشق کو جانتا ہوں، آج دنیا کو بتا دے کہ عشق کسے کہتے ہیں، بس آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے محبت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَبَقِيْتُ لَهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ یعنی اے اللہ عزوجل کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اپنے گھر کا سارا مال لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ میں کبھی بھی ابو بکر صدیق سے آگے

نہیں بڑھ سکتا۔

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا اور رسول بس^(۱)

فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا عشقِ رسول

حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی حیاتِ مبارکہ بھی عشقِ رسول کی تجلیات سے منور نظر آتی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا اسلم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ جب دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کرتے تو (عشقِ رسول سے بے تاب ہو کر) رونے لگتے اور فرماتے: خاتمُ المرسلین، رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو لوگوں میں سب سے زیادہ رحم دل اور یتیم کیلئے والد کی طرح، بیوہ عورت کے لئے شفیق گھر والے کی طرح اور لوگوں میں دلی طور پر سب سے زیادہ بہادر تھے، وہ تو نکھرے نکھرے چہرے والے، مہکتی خوشبو والے اور حسَب کے اعتبار سے سب سے زیادہ مکرم تھے، اولین و آخرین میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مثل کوئی نہیں۔^(۲)

استینوں کو چھری سے کاٹ لیا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے نئی قمیص پہنی تو چھری منگوائی اور

۱... فیضانِ صدیق اکبر، ص ۲۶۹

۲... جمع الجوامع، ۱۶/۱۰، حدیث: ۳۳

فرمایا: اے بیٹے! اس کی لمبی آستینوں کو سرے سے پکڑ کر کھینچو اور جہاں تک میری انگلیاں ہیں ان کے آگے سے کپڑا کاٹ دو۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کاٹا تو وہ بالکل سیدھا نہیں بلکہ اوپر نیچے سے کٹا۔ میں نے عرض کی: ابا جان! اگر اسے قینچی سے کاٹا جاتا تو بہتر رہتا؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: بیٹا! اسے ایسے ہی رہنے دو کیونکہ میں نے محبوبِ دو جہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسے ہی کاٹتے دیکھا تھا۔ اس لئے میں نے بھی چھری سے آستینیں کاٹ دیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے آستین کاٹنے کے بعد گرتے کی حالت یہ تھی کہ اس سے بعض دھاگے باہر نکل نکل کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قدموں کے بوسے لیتے رہتے تھے۔^(۱)

بیان کردہ روایت اتباعِ رسول کے ساتھ ساتھ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بے پناہ محبت کو بھی بیان کر رہی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بیٹھے بیٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے پیار تھا، آپ کی دلی آرزو تھی کہ مجھے موت بھی اُس شہر میں آئے جہاں میرے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آرام فرما ہیں تاکہ مرنے کے بعد بھی ان کا قُرب حاصل ہو سکے اسی لئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِیْ شَہَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَدَلِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

۱... مستدرک حاکم، کتاب اللباس، کان نبی اللہ... الخ، ۵/۴۵، حدیث: ۷۹۸

وَسَلَّمَ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ تو مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور اپنے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر میں مجھے موت دے۔^(۱)

یہ دعا قبول ہوئی اور آپ نے مدینہ منورہ میں شہادت پائی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ساڑھے دس سال منصبِ خلافت پر مُتمکِّن رہے اور ایسے ایسے شاندار کارنامے انجام دیئے جنہیں آج بھی پوری انسانیت یاد کرتی ہے۔ یقیناً یہ سب عشقِ رسول ہی کا فیضان ہے۔ عشق نے فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے سب منزلیں آسان کر دیں اور بڑے سے بڑے معرکے عشق کے فیضان سے سر ہوتے گئے۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پہ اسرارِ شہنشاہی

آقا سے پہلے طواف نہ کیا

حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی اپنی پوری زندگی عشقِ رسول میں ڈوب کر گزاری۔ ایک بار تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عشق و محبت کی ایسی انوکھی مثال قائم کی کہ زمانے کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ چنانچہ،

چھٹی ہجری میں رسولِ کریم، رُووفِ رَحِیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ہمراہ عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حدیبیہ پہنچے تو قریش آپ کی تشریف آوری سے گھبرا

۱... بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب کراہیۃ النبی... الخ، ۱/۲۲۲، حدیث: ۱۸۹۰

گئے۔ ایسے حالات میں سید عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قریش کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ انہیں جا کر بتاؤ کہ ہم لڑنے نہیں بلکہ عمرہ ادا کرنے آئے ہیں۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مکہ پہنچے تو حدیبیہ میں موجود صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کہنے لگے کہ عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خوش نصیب ہیں، انہیں بیت اللہ کے طواف کی سعادت نصیب ہو چکی ہوگی۔ یہ سُن کر محبوبِ دو جہان، سرورِ فِیْشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میرا نہیں خیال کہ ہم یہاں ہوں اور عثمان ہمارے بغیر طواف کر لے۔ جب حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مکہ سے واپس تشریف لائے تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! (یہ عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیت تھی) آپ نے طوافِ کعبہ کی سعادت تو حاصل کر لی ہوگی؟ تو اُس عشق و وفا کے پیکر نے جواب دیا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں پورا سال مکہ مکرمہ زَادَہَا اللہُ شَرَفًا تَغْفِیًا میں ٹھہرا رہتا اور پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حدیبیہ میں ہوتے تب بھی میں اس وقت تک بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرتا جب تک کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم طواف نہ کر لیتے۔ ہاں قریش نے مجھے طواف کرنے کا کہا تو تھا مگر میں نے انکار کر دیا۔^(۱)

سُبْحٰنَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ! آقا ہوں تو ایسے اور غلام ہو تو ایسا، یقیناً یہ حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بے پناہ عشقِ رسول تھا کہ کفار نے آپ کو تنہا طواف کرنے

۱۔۔۔ دلائل النبوة، باب ارسال النبی... الخ، ۱۳۳/۴-۱۳۴، ملخصاً

کی پیشکش کی مگر آپ نے جواب دیا: میں ایسا ہر گز نہیں کر سکتا کہ اپنے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بغیر طواف کر لوں اور پیارے آقا، دو عالم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی اپنے عاشقِ باصفا پر پورا اعتماد تھا کہ عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ میرے بغیر طواف نہیں کریں گے۔

آقا کا نام نہیں مٹاؤں گا

حُدیبیہ میں صلح نامہ لکھتے وقت حضرت سَیِّدُنَا عَلِی الرَضِیُّ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے جس والہانہ انداز میں سرورِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کیا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ جب رسولِ کریم، رُؤُوفٌ رَّحِیْمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور قریش کے نمائندے سہیل بن عمرو کے درمیان صلح کی شرائط پر اتفاق ہو گیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے معاہدہ کی دستاویز لکھنے کیلئے حضرت سَیِّدُنَا عَلِی الرَضِیُّ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم کو بلایا اور ارشاد فرمایا: لکھو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ اس پر سہیل نے کہا کہ ہم اسے نہیں جانتے آپ ”یَاسِیْکَ اللّٰہُمَّ“ لکھئے۔ نبی کریم، رُؤُوفٌ رَّحِیْمٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم پر حضرت سَیِّدُنَا عَلِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہی الفاظ لکھ دیئے۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لکھو: هٰذَا مَا صَلَّحَ عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سَہِیْلُ بَنِ عَمْرٍو یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سہیل بن عمرو کے ساتھ صلح ہو چکی ہے۔ اس پر بھی سہیل کہنے لگا کہ رسول اللہ کے الفاظ نہ لکھئے کیونکہ اگر ہمیں آپ کی

رسالت پر یقین ہوتا تو پھر ہمارے اور آپ کے درمیان کوئی جھگڑا ہی نہ ہوتا، آپ ایسا کیجئے کہ اس کے بجائے صرف اپنا اور اپنے والد کا نام لکھ دیجئے۔ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی یہ بات بھی قبول فرمائی اور حضرت علی رضی اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے الفاظ مٹا دو۔ لیکن قربان جاییے حضرت علی رضی اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عشقِ رسول پر کہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آپ کے نام مُبارک کو ہر گز نہیں مٹا سکتا۔ بالآخر نبی کریم، رُوَفَّ رَحِیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ہی رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھ دیا۔^(۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ یہ روشن اور دَرْخُشندہ ستارے جن کی چمک دمک سے پورا عالم جگمگا رہا ہے ان کے دل محبتِ رسول سے کس قدر روشن تھے، عشقِ رسول کی چاشنی ان کی رگ و جاں میں اس قدر سرایت کر چکی تھی کہ انہیں محبوبِ آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہ تھی۔ یہ حضرات عشقِ رسول میں نہ صرف اپنا مال و دولت ٹٹایا دیا کرتے تھے بلکہ حالتِ جنگ میں اپنی جانوں کی پروا کئے بغیر سیدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت کیلئے اپنی جان کی بازی بھی لگا دیتے اور اپنے محبوبِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ نازنین کیلئے خود کو ڈھال بنا کر کفار کی طرف سے ہونے والے تیروں کے حملے اپنے جسموں پر سہتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر جاتے۔ اے کاش! ہم بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمْ

۱۔۔۔ الکامل فی التاریخ، ذکر عمرۃ الحدیث، ۸۹/۲، ملخصاً

الرِّضْوَان کی سیرتِ حَسَنہ پر عمل کر کے سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب و سیمہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سچے عاشق بن جائیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت میں آپ کی ناموس پر جان و مال قربان کرنے والے بن جائیں۔ آئیے! ذرا جنگِ اُحُد کے اُس خونریز معرکے کے احوال ملاحظہ کیجئے جب اسلام کے عظیم مجاہدین اپنی محبوب ہستی کے دِفاع کے خاطر اپنی جان کے نذرانے پیش کرتے رہے، عشق انہیں آزماتا رہا اور وہ وفا شعار سُرخ رُو ہوتے رہے۔

غزوہٗ اُحُد کے جاشارِ صحابہ

صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے جاں نثارانہ جذبات کا ظہور سب سے زیادہ غزوہٗ اُحُد میں ہوا، اس غزوہ میں ایک مقام پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ صرف سات انصاری اور دو قریشی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ رہ گئے۔ اس حالت میں کفار نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر گھیرا تنگ کر دیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان جاں نثاروں سے مخاطب ہو کر فرمایا: جو اُن بد بختوں کو ہم سے دور ہٹائے گا اس کے لئے جنت ہے۔ ایک انصاری صحابی فوراً آگے بڑھے اور کفار سے لڑتے ہوئے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان ہو گئے۔ اس طرح ایک ایک صحابی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اپنی جان قربان کرتا جاتا، یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے ساتوں انصاری صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ جامِ شہادت نوش کر گئے۔^(۱)

۱۔۔۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ اُحُد، ص ۹۸۹، حدیث: ۱۷۸۹، ملخصاً

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب
(حدائقِ بخشش، ص ۵۸)

انہی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں حضرت سیدنا ابو طلحہ اور حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی شامل تھے جو انتہائی جاں نثاری کے ساتھ کفارِ بد اطوار سے نبرد آزما رہے۔ حضرت سیدنا سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سامنے اپنا ترکش بکھیر دیا، اور فرمایا کہ تیر پھیٹکو، میرے ماں باپ تم پر قربان۔^(۱)

حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ غزوہٗ اُحد میں حضرت سیدنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ڈھال لے کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے سراپا ڈھال بنے ہوئے تھے، حضرت سیدنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ زبردست تیز اندازی کرنے والے تھے اس روز تو (آپ کے ہاتھوں) دو تین کمائیں بھی ٹوٹ گئیں، جب کوئی شخص تیروں سے بھرا ترکش لے کر وہاں سے گزرتا تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرماتے: یہ تیر ابو طلحہ کے سامنے ڈال دو۔ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب مدینے کے تاجدار، دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گردن اٹھا کر کفار کی طرف دیکھتے تو حضرت سیدنا ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ عرض کرتے: میرے ماں باپ آپ پر قربان! گردن اٹھا کر نہ دیکھیں، کہیں کوئی تیر نہ لگ جائے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر قربان ہونے کے لئے خادم کا گلا موجود ہے۔^(۱) حضرت سیدنا قیس بن ابوحازم فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ غزوہٴ اُحد میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وِفاع کرتے کرتے حضرت ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ہاتھ شل ہو چکا تھا۔^(۲)

اس غزوہ میں حضرت سیدنا شماس بن عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وائیں بائیں جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھتے، انہیں تلوار کے ساتھ موجود پاتے، انہوں نے خود کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ڈھال بنا رکھا تھا یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو کر ایک دن اور ایک رات کے بعد شہید ہو گئے۔^(۳)

محبت کے اسباب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عشق و محبت، تعظیم و توقیر اور جذبہٴ جاں نثاری سے سرشار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کے ان واقعات کو پڑھ کر یقیناً ہر مسلمان کے دل میں عشقِ رسول کی شمع فروزاں ہو جاتی ہے۔ یاد رکھئے! انسان کو اگر کسی سے محبت ہوتی ہے تو محبوب کے کسی خاص وصف کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی خوبی و کمال کے سبب وہ اس کی طرف

۱... بخاری، کتاب المغازی، باب اذہمت طائفتان منکم... الخ، ۳۸/۳، حدیث: ۴۰۶۴

۲... بخاری، کتاب المغازی، باب اذہمت طائفتان منکم... الخ، ۳۸/۳، حدیث: ۴۰۶۳

۳... الطبقات الکبریٰ، تذکرۃ شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ، ۱۸۶/۳، ملخصاً

مائل ہوتا ہے، پھر رفتہ رفتہ اس کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ نبی کریم، رؤوف رحیم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات کریم تو ہر عیب سے پاک اور بے شمار خوبیوں کی مالک ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وہ تمام اوصاف و کمالات بدرجہ اتم عطا فرمائے جن کی وجہ سے محبت ہونی چاہئے۔ لہذا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت آپ کی ذاتِ طیبہ میں موجود تمام خوبیوں اور اچھی صفات کی بنا پر تھی۔ آئیے! مدینے کے تاجدار، دو عالم کے مختار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اُن اعلیٰ صفات کے بارے میں سنتے ہیں جنہوں نے عرب کے صحرا نشینوں کو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیوانہ بنا دیا تھا اور ساتھ ہی محبت کے چند اسباب بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(1) حُسن و جمال

محبت کا ایک سبب حسن و جمال ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جس طرح کمالِ سیرت میں تمام اَوَّلِین و آخرین سے ممتاز کیا اسی طرح جمالِ صورت میں بھی بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات حسن و جمال کا وہ پیکر تھی کہ جس کے دیدار سے مر جھائی کلیاں کھل اُٹھتیں، افسردہ دل چسپن پاتے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں، آپ کی ذات تو منبعِ حسن و جمال ہے کہ چاند و سورج بھی آپ سے روشنی کی بھیک مانگتے ہیں۔

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حسن و جمال کو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے زیادہ کون جان سکتا ہے کہ جو ہمہ وقت جمالِ نبوت کی تجلیات سے فیض یاب ہوا کرتے تھے۔ آئیے اس ضمن میں تین اقوال ملاحظہ کیجئے۔

1. حضرت سیدنا براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُ خُلُقًا یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صورت میں بھی اور خلقت میں بھی تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔^(۱)
2. اُمُّ الْمُؤْمِنِین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَتْوَرَهُمْ لَوْنًا یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے زیادہ خوبصورت اور خوش رنگ تھے۔ مزید فرماتی ہیں: لَمْ يَصِفْهُ وَاصِفٌ قَطُّ إِلَّا شَبَّهَ بِالنَّقِيرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ یعنی جس نے بھی آپ کی توصیف بیان کی اس نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی، وَكَانَ عَرَقُهُ فِي وَجْهِهِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ اور آپ کا مبارک پسینہ تو آپ کے چہرہ انور میں موتیوں کی طرح معلوم ہوتا تھا۔^(۲)

3. حضرت سیدنا کعب بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم إِذَا سَمَرَ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَبْرِ لَيْعَنٍ جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خوش ہوتے تو چہرہ انور خوشی سے دمک اٹھتا اور

1... بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی، ۴۸۷/۲، حدیث: ۳۵۴۹

2... خصائص کبری، باب الآیۃ فی عرقہ الشریف، ۱/۱۱۵

یوں معلوم ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔^(۱)

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

یاد رہے! صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے نبی پاک، صَاحِبِ لَوْلَاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَالْہِ وَسَلَّم کے جس حسن و جمال کو چاند سورج سے تشبیہ دی ہے یہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَالْہِ وَسَلَّم کا کمال حُسن و جمال نہیں تھا اگر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامہ کا حُسنِ کامل لوگوں
پر ظاہر ہو جاتا تو آنکھیں اسے دیکھنے کی طاقت نہ رکھتیں۔ جیسا کہ

عَلَامَہ زُرْقَانِی قَدِیس سِدُّ الدُّنُوْرَانِی امام قُرْطُبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْفَرِی سے نقل فرماتے
ہیں: حُضُوْر اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تمام تر حُسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا،
اگر آپ کا کامل حُسن ہم پر ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں اُس جلوۂ زیبا کو دیکھنے کی
تاب نہ لاتیں۔^(۲)

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشا ئی ہو

(۲) علم

محبت کا ایک سبب علم بھی ہے کیونکہ انسان کسی کے علم سے متاثر ہو کر بھی اس
کی محبت کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اس کی علمیت کا چرچا کرتے نہیں ٹھکتا، ہر محفل میں

۱... بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی، ۲/۸۸ حدیث: ۳۵۶۲

۲... زرقانی علی المواہب، المقصد الثالث، الفصل الاول فی کمال خلقیہ... الخ، ۵/۲۴۱

اس کے گن گاتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات میں یہ وصف بھی کامل طور پر موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مَآکَانَ وَمَا یُکُونُ کا علم عطا فرمایا، یعنی جو ہو چکا ہے اور جو ہو گا وہ سب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم علم غیب کے ذریعے جانتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۖ وَكَانَ تَرْجَةً كُنُوزِ الْاَيَّانِ: اور تمہیں سکھا دیا جو فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ﴿۱۱۳﴾ کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ ۵، النساء: ۱۱۳)

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر خازن میں تین اقوال مذکور ہیں۔
(۱) شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں۔ (۲) آپ کو علم غیب کی وہ باتیں بتائیں جو آپ نہیں جانتے تھے۔ (۳) آپ کو چھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے راز پر مطلع فرمایا اور منافقین کے مکر و فریب آپ کو بتا دیئے۔^(۱)

ایک اور مقام پر رسولوں کو علم غیب عطا کئے جانے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغِیْبِ تَرْجَةً كُنُوزِ الْاَيَّانِ: اور اللہ کی شان یہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ شُرَاسِلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۚ (پ ۴، آل عمران: ۱۷۹) نہیں اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ

اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء، حبیبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور عَلَیْہِ السَّلَام کو غُیُوب کے عُلُوم عطا فرمائے اور غُیُوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرود

(3) جود و سخا

جود و سخاوت بھی محبت کا ایک سبب ہے کیونکہ یہ ایسی خوبی ہے کہ جس انسان میں بھی پائی جائے لوگ متاثر ہو کر اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور اس کی محبت کے سحر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ حضور اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ میں سخاوت کا وصف بدرجہ اتم موجود تھا بلکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو منبعِ جود و سخاوت ہیں۔ چنانچہ

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی کسی مانگنے والے کو انکار نہیں فرمایا خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے۔^(۱)

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بظہا تیرا
نہیں سُننا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و مُختَصَر نہیں تھی بلکہ بن مانگے بھی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو اس قدر مال عطا فرمایا کہ دنیائے سخاوت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بہت بڑے دشمن اُمیہ بن خلف کا بیٹا صفوان بن اُمیہ جب حاضرِ دربار ہوا تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرما دیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔ چنانچہ صفوان مکہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامنِ اسلام میں آ جاؤ محمد (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا۔ پھر اس کے بعد صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔^(۱)

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
(حدائقِ بخشش ص ۱۵)

(۴) زہد و تقویٰ

زہد و تقویٰ کے سبب بھی انسان لوگوں کا محبوب بن جاتا ہے۔ عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت، نیکی و پارسائی کے آثار جس شخص میں پائے جائیں لوگ اسے پسند کرتے ہیں اور سرورِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو سیدِ اُمّتِ متّقین ہیں، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دن بھر عبادتِ الہی میں مشغول رہنے کے ساتھ ساتھ ساری

رات قیام میں بسر فرماتے جس کی وجہ سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدمین شریفین ورم کر آتے۔

حضرت سیدنا مغيرة بن شعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی رحمت، شفیع اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اتنی لمبی نماز ادا فرماتے کہ مبارک قدموں میں ورم آجاتا یا ان میں زخم ہو جاتے اور جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس بارے میں عرض کی جاتی (کہ اتنی مشقت کس لئے؟) تو ارشاد فرماتے: کیا میں اپنے ربِّ عَزَّوَجَلَّ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟^(۱) یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود ہی کمالِ محبت ارشاد فرمایا: طہ ۱۰ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَرَجِمَهُ كُنْزُ الْأَيَّانِ: اے محبوب ہم نے تم پر یہ لِسْتَقَى ۲ (پ ۱۶، طہ: ۱۲، ۱۳) قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

صدرُ الأفاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی اس آیتِ کریمہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سیدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عبادت میں بہت جُہد (کوشش) فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کر آتے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے حاضر ہو کر بحکمِ الہی عرض کیا کہ اپنے نفسِ پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔

لطفِ بیداری شب پہ بے حد دُرودِ عالمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام
(حدائقِ بخشش، ص ۳۰۷)

۱۔۔۔ بخاری، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم اللہ، ۴/ ۲۳۹، حدیث: ۶۳۷۱

(5) شفقت و رحم دلی

شفقت و رحم دلی بھی لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرنے کا ایک سبب ہے۔
شفقت و مہربانی ہر غمزدہ شخص کے لئے تسکین اور ہر ٹوٹے دل کے زخموں کا مرہم
ہوتی ہے اس لئے رحم دل انسان لوگوں کے دل میں گھر کر جاتا ہے۔ اور حضور جان
عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام مؤمنین پر مشفق و
مہربان ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ
عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَّحِيمٌ ﴿۱۸﴾ (پ ۱۱، التوبة: ۱۲۸)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس
تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا
مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے
نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب کی نرم دلی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

فَمَا رَاحِمَةً مِّنَ اللَّهِ لَئْتَ
لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ
لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

ترجمہ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی
ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل
ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ
ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم

(پ ۴، آل عمران: ۱۵۹) انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو۔

سرور کونین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہ صرف انسانوں پر رحم و کرم فرمانے والے
ہیں بلکہ آپ جانوروں پر بھی بے انتہا شفقت فرمایا کرتے کیونکہ آپ تمام جہانوں

کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ

ایک بار حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ موجود تھا۔ جب اس نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا تو ایک دم بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قریب جا کر اس کے سر اور کینٹی پر اپنا دوستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟ تو ایک انصاری نے آکر عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ میرا ہے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم ان جانوروں کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے جن کا اس نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ کام لیتے ہو۔^(۱)

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش، ص ۳۰۳)

(۶) حُسنِ اخلاق

محبت کے دیگر اسباب کی طرح حُسنِ اخلاق بھی ایک ایسا خوبصورت وصف ہے جو لوگوں کے دل جیت لیتا ہے۔ انسان اچھے اخلاق کی بدولت لوگوں کو اپنا دیوانہ بنا لیتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات دشمن بھی انسان کے حُسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر گہر ادوست

۱... ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یؤمر بہ من القیام... الخ، ۳/۳۲، حدیث: ۲۵۴۹

بن جاتا ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ بابرکت میں اسقدر حُسنِ اخلاق موجود تھا کہ قرآنِ کریم نے آپ کے خُلُقِ عظیم کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿۲۹﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک تمہاری خوب بڑی (پ ۲۹، القلم: ۲) شان کی ہے۔

صدرُ الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: اُمُّ الْمُؤْمِنِین حضرت سَیِّدَتُنَا عَاشَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سَیِّدِ عَالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خُلُقِ قرآن ہے۔ حدیث شریف میں ہے، سَیِّدِ عَالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکارمِ اخلاق و محاسنِ افعال کی تکمیل و تنمیم کے لئے مبعوث فرمایا۔

حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتے ہیں: رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ تو نخش گو تھے اور نہ ہی بدکلامی کرنے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے، تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔^(۱)

ترے خُلُق کو حق نے عظیم کہا تری خُلُق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حُسن و ادا کی قسم
(حدائقِ بخشش، ص ۸۰)

معلوم ہوا کہ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ میں وہ تمام خوبیاں اور تمام اوصاف و کمالات بدرجہ اتم موجود ہیں جن کی وجہ سے محبت کی جاتی

ہے اسی لئے کائنات کا ذرہ ذرہ ان کی محبت کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ جن وانس، شجر و حجر، نباتات و حیوانات سبھی ان کے عشق سے معمور ہیں اور سارا عالم ان کی چاہت کی روشنی میں نہایا ہوا ہے۔

محبت کی علامات

یاد رکھئے جس طرح محبت کے کچھ اسباب ہوتے ہیں جو دل میں اتر کر محبوب سے بے پناہ چاہت پر ابھارتے ہیں اسی طرح محبت کی کچھ علامات بھی ہیں جنہیں ایک عاشق صادق کے عشق و محبت کی دلیل سمجھا جاتا ہے نیز ان علامات کو دیکھ کر دوسروں کو یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی یہ شخص فلاں سے بیحد محبت کرتا ہے۔ مثلاً محبت کرنے والا ہر معاملے میں اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے، ہر وقت اس کے ذکر سے اپنی زبان تر رکھتا ہے، اس کی پسند کو اپناتا اور جو چیز اسے ناپسند ہو اس سے دور رہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یقیناً ہر مسلمان حضور اکرم، نورِ مجتہم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بے پناہ عشق کا دعویٰ کر رہے مگر یاد رکھئے! یہ دعویٰ اسی صورت میں سچا مانا جاسکتا ہے جب محبت کی علامات بھی پائی جائیں لہذا ہمیں دعویٰ محبت کے ساتھ ساتھ یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ ہمارے اندر محبوب دو جہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کی یہ نشانیاں موجود بھی ہیں یا ہماری محبت فقط دعوے کی حد تک محدود ہے۔

(1) اطاعت و اتباع

محبت کی اولین علامت محبوب کی اطاعت و اتباع ہے اس لئے ہر امتی پر حق ہے

کہ محبوبِ دو جہان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جس بات کا حکم ارشاد فرمادیا اُس پر عمل پیرا ہوا اور اس کی ذرہ برابر مخالفت کا تصور بھی ذہن میں نہ لائے، اتباعِ رسول کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کرے یقیناً آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ عمل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ تَرْجُمَةٌ كُنْزًا لِّاِيَانٍ: بے شک تمہیں رسول اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ ۲، الاحزاب: ۲۱) اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

صَدْرُ الْاَفَاضِل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الہی کی مدد کرو اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ساتھ نہ چھوڑو اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت پر ایسے لوگوں کو بطورِ انعام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام صدیقین و شہدا کی مصاحبت عطا کی جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے

ساتھی ہیں۔

رَافِقًا (پ ۵، النساء: ۶۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں رسول اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت و فرماں برداری کے لئے صحابہ کرام کا طرزِ عمل اپنانا چاہئے کیونکہ نبی کریم، رُؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کا بہترین نمونہ یقیناً صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ ہی ہیں۔ یہ حضرات اطاعت کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیے۔

حضرت سَیدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہے۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کے انگارہ کو اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا لے اور (اس کو بیچ کر) اس سے نفع حاصل کر لے۔ تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا تو اب میں اس انگوٹھی کو کبھی بھی نہیں اٹھا سکتا۔^(۱)

اتِّبَاعِ رَسُوْلٍ اَوْرِ اَمِیْرِ اہْلِ سُنَّت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قربان جائیے اطاعتِ رسول کے ایسے بے مثال

جذبے پر جو نہ صرف قابلِ رشک ہے بلکہ قابلِ تقلید بھی ہے۔ یاد رکھئے! پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کے لئے ان کا اتباع نہایت ضروری ہے۔ لہذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سچی محبت نصیب ہو جائے تو ہمیں چاہئے کہ کسی ایسے عاشقِ صادق کی صحبت اختیار کریں جو نہ صرف خود سنتوں کا پیکر ہو بلکہ ہمیں بھی راہِ سنت پر چلا کر منزلِ عشق تک پہنچا دے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ موجودہ دور میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی ذات میں اتباعِ رسول اور احیاءِ سنت کا جو عظیم جذبہ ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نہ صرف خود سنتوں پر عمل کرتے ہیں بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی اتباعِ سنت کے زیور سے آراستہ کرنے میں ہمہ تن مصروفِ عمل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اتباعِ سنت کے سانچے میں سر تاپا ڈھلی ہوئی آپ کی شخصیت کو دیکھ کر لاکھوں افراد متاثر ہوئے اور اس کے نتیجے میں سر پر عمامہ کا تاج، چہرے پر داڑھی اور بدن پہ سنتوں بھرلباس سجا کر نہ صرف عاشقانِ رسول کی صف میں شامل ہو گئے بلکہ نماز، روزے اور شرعی احکامات کے پابند بھی بن گئے۔ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بسا اوقات ایسی ایسی سنتوں پر عمل کر لیتے ہیں کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کی مطبوعہ 88 صفحات پر مشتمل کتاب ”تعارفِ امیرِ اہلسنت“ کے صفحہ 38 پر ہے: آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اتباعِ سنت کی نیت سے کبھی فرش پر لیٹتے ہیں تو کبھی چٹائی پر۔ آپ نے اپنے سونے کے

لئے نہ تو اپنے گھر میں کوئی گدیلا رکھا ہے نہ ہی پلنگ، البتہ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں اگر سونے کی نوبت آتی ہے تو میزبان جس قسم کا بچھونا پیش کرتا ہے اسی پر آرام فرمالتے ہیں۔ اس میں بھی اتباعِ سنت ہی کی جلوہ نمائی ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بچھونے میں عیب نہیں نکالا۔^(۱)

الغرض آپ کے شب و روز کے معمولات میں اتباعِ رسول کی ہی جھلک نظر آتی ہے جو کہ یقیناً پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے والہانہ عشق و محبت کی دلیل ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایسی ہی سچی محبت اور ان کی اطاعت نصیب فرمائے۔ آمین

(۲) تعظیم و تکریم

محبت کی ایک بہت بڑی علامت محبوب کی تعظیم و تکریم کرنا ہے۔ نہ صرف یہ محبت کی علامت ہے بلکہ اس کا لازمی حصہ بھی ہے جس کے بغیر محبت کا دعویٰ سراسر جھوٹا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ خود بھی اس کی تعظیم کرتا ہے اور دوسروں سے بھی اسی کی توقع رکھتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کے محبوب کی بے ادبی و توہین کر بیٹھے تو وہ بے اختیار آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ یہ تو عام محبوب کی بات ہے جبکہ سرورِ عالم نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو کائنات کے

ساتھ ساتھ خود خالق کائنات عَزَّوَجَلَّ کے بھی محبوب ہیں اسی لئے ان کی تعظیم و توقیر کا حکم خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَتَعَزَّزُوا وَتُوقِّرُوا (پ ۲۶، الفتح: ۹) ترجمہ کنز الایمان: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (پ ۱۷، الحج: ۳۲) تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

فقیرِ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْقَوِی لپنی کتاب ”تعظیم نبی“ کے صفحہ 18 پر اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جس کے دل میں تقویٰ اور پرہیزگاری ہوگی وہ شَعَائِرُ اللہ کی تعظیم کرے گا اور شَعَائِرُ اللہ کے معنی ہیں ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کی نشانیاں“ اور سرکارِ اقدس عَلَیْہِ السَّلَام اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانوں میں سے عظیم ترین نشانی ہیں تو وہ ساری نشانوں میں سب سے زیادہ تعظیم کے مستحق ہیں اور آیت مبارکہ میں اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ جو لوگ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کا انکار کرتے ہیں وہ اگرچہ بظاہر اچھے نظر آتے ہوں مگر ان کے قلوب تقویٰ پرہیزگاری سے خالی ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! محبوبِ دو جہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ والہ وسلم سے محبت اور ان کی تعظیم صرف جاندار ہی نہیں درخت پہاڑ وغیرہ بے جان چیزیں بھی کرتی ہیں جیسا کہ حضرت سیدنا علیُّ الرَضِیُّ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ والہ

وسلّم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو بھی درخت اور پہاڑ سامنے آتا اُس سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کی آواز آتی۔^(۱) اسی طرح اُحد پہاڑ کے بارے میں تو خود سرورِ ذیشان، محبوبِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ محبت نشان ہے: لَہٰذَا اُحَدُّ یَحِبُّنَا وَنُحِبُّہُ یہ اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔^(۲)

(۳) کثرتِ ذکر

محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ بندہ جس سے محبت کرتا ہے بات بات پر اس کا ذکر کرتا ہے کیونکہ اسے محبوب کے ذکر سے لذت ملتی ہے۔ ایک روایت میں ہے: مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِکْرُہَا، یعنی جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔^(۳) چونکہ ہمارے عشق و محبت کا مرکز سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ ہے اس لئے ہمیں کثرت سے اُن کا ذکر کرنا چاہئے۔ ذکرِ رسول وہ بابرکت و وظیفہ ہے جس میں عشاق کے دلوں کی تسکین بھی ہے، اظہارِ محبت بھی ہے اور نیکیوں کا خزانہ بھی۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ محبوبِ دو جہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ طیبہ پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھا جائے۔

۱... ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی آیات اثبات نبوة... الخ، ۵/۳۵۹، حدیث: ۳۶۴۶

۲... بخاری، کتاب المغازی، باب ۸۳، ۳/۱۵۰، حدیث: ۴۴۲۲

۳... کنز العمال، کتاب الاذکار، الباب الاول فی الذکر وفضیلته، ۱/۲۱۷، حدیث: ۱۸۲۵

مُحَقِّق عَلَی الْإِطْلَاق حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ التَّوَّی ارشاد فرماتے ہیں: جب بندہ مومن ایک بار دُرود شریف پڑھتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے، (دس گناہ مٹاتا ہے) دس دَرَجات بلند کرتا ہے، دس نیکیاں عطا فرماتا ہے، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب اور بیس غُرُوات میں شمولیت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ دُرود پاک سبب قبولیتِ دُعا ہے، اس کے پڑھنے سے شَفَاعَتِ مصطفیٰ واجب ہو جاتی ہے۔ پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بابِ جَنَّتِ پر قُرب نصیب ہو گا، دُرود پاک تمام پریشانیوں کو دُور کرنے کے لئے اور تمام حاجات کی تکمیل کے لئے کافی ہے، دُرود پاک گناہوں کا کفارہ ہے، صدقے کا قائم مقام بلکہ صدقے سے بھی افضل ہے۔^(۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے کہ ہم گناہگاروں کے دامن اُس محبوب کی محبت سے مالا مال ہیں جن کی نہ صرف ذات بابرکت ہے بلکہ ان کا ذکر بھی دنیا و آخرت کی سعادت مند یوں کا مجموعہ ہے، اُس شخص کی خوش بختی کی کوئی انتہا نہیں جس کا دل یادِ مصطفیٰ اور زبان ذکرِ مصطفیٰ میں مشغول رہتی ہو اور ذکرِ محبوب کی لذت نے اسے ساری دنیا کی محبتوں سے بے نیاز کر دیا ہو۔

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

(4) شوق دیدار

محبت کی ایک علامت محبوب کے دیدار کا شوق بھی ہے۔ محبت کرنے والے کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ میرا محبوب میری آنکھوں کے سامنے ہر وقت موجود رہے اور لمحہ بھر کے لئے بھی مجھ سے جدا نہ ہو۔ یہی حال سرور کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عشاق کا ہے کہ ان کی آنکھیں ہر لمحہ زیارتِ رسول کی مُشتاق رہتی ہیں۔ کوئی عاشقِ رسول ایسا نہیں جس کے دل میں دیدارِ رسول کی تمننا نہ چلتی ہو۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی ہر وقت جلوۂ جاناں سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیا کرتے تھے، چاہے حالات کیسے بھی ہوتے مگر چہرہ مصطفیٰ کی ایک جھلک ان کے دلوں میں ہزاروں مسرتیں بکھیر دیتی۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ زیارتِ رسول کے وقت اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اِذَا رَأَيْتُكَ طَابَتْ نَفْسِي وَفَرَّتْ عَيْنِي یعنی جب میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں تو دل خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔^(۱)

واقعی یہ ایک حقیقت ہے کہ جب ایک عاشقِ صادق اپنے محبوب کا دیدار کرتا ہے تو اس کی بے قرار یوں کو قرار مل جاتا ہے کیونکہ اس کے دل کی راحت دیدارِ محبوب ہی میں مضمر (پوشیدہ) ہوتی ہے جیسا کہ،

ایک شخص جان کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اس طرح ویدار کیا کرتا کہ پلک تک نہ جھپکاتا۔ نبی کریم، رُووفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس طرح دیکھنے کا سبب کیا ہے؟ عرض کی: آقا میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کے چہرہ انور کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔^(۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

(5) محبوب کے دوستوں سے محبت

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت کرتا ہے نیز اس کے دل میں محبوب کے دوستوں اور اس کے اہل خانہ کی عقیدت بھی گھر کر جاتی ہے لہذا اگر کوئی مسلمان حضور اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تو بے پناہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر آپ کی آل و اصحاب سے بغض رکھتا ہے تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں نہ صرف جھوٹا ہے بلکہ نارِ دوزخ کا حقدار ہے کیونکہ نبی کریم، رُووفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود اپنے پیارے صحابہ کرام و اہل بیتِ عظام رَضِوْاْ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ سے محبت رکھنے کی فضیلت اور ان سے بغض رکھنے کی وعید بیان فرمائی ہے آئیے اس ضمن میں 3 روایات ملاحظہ کیجئے۔

1. حضرت سیدنا عبد اللہ بن مُغَفَّل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ

تعالیٰ سے ڈرو، انہیں میرے بعد اپنے کلام کا نشانہ نہ بنانا، جس نے اُن سے محبت کی اس نے میری خاطر اُن سے محبت کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ایسا کیا۔ جس نے انہیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اذیت پہنچائی (ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو عنقریب وہ اس کی پکڑ فرمائے گا۔^(۱)

2. حضرت سیدنا انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، شہنشاہِ ابرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ أَحْسَنَ الْقَوْلِ فِي أَصْحَابِ فَقَدْ بَرِيَ مِنَ النِّفَاقِ، جس نے میرے اصحاب کے متعلق اچھی بات کہی تو وہ نفاق سے بری ہو گیا، وَمَنْ أَسَاءَ الْقَوْلِ فِي أَصْحَابِ كَانَ مُخَالَفًا لِسُنَّتِي، جس نے میرے اصحاب کے متعلق بُری بات کہی تو وہ میرے طریقے سے ہٹ گیا، وَمَا وَكَالَ النَّارُ وَبِئْسَ الْبَصِيرُ، اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔^(۲)
3. حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حَسَنَیْنِ کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس شخص نے مجھ سے، ان دونوں سے اور ان کے والد و والدہ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔^(۳)

۱... ترمذی کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی، ۵/۴۶۳، حدیث: ۳۸۸۸

۲... الریاض النضرۃ، ذکر ما جاء فی الحث علی حبہم والاحسان الیہم... الخ، ۱/۲۲

۳... مسند امام احمد، من مسند علی بن ابی طالب، ۱/۱۶۸، حدیث: ۵۷۶

اہلسنت کا ہے بیڑا پار، اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناکہ عترت رسول اللہ کی
(حدائق بخشش، ص ۱۵۳)

سادات کرام سے عقیدت کی وجہ

یاد رہے کہ صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ سادات کرام بھی سرور عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت اور ان کا جُز ہونے کی وجہ سے تعظیم و توقیر کے مستحق ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد 22 صفحہ 423 پر فرماتے ہیں: سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے۔ سادات کرام کی انتہائے سب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ہے، (یعنی ان کے جدِ اعلیٰ تو مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں) اس فضلِ انتساب (یعنی اس شرفِ نسبت) کی تعظیم (عام سے مسلمان تو کیا) ہر متبعی پر (بھی) فرض ہے (کیوں) کہ وہ اس (سید صاحب) کی تعظیم نہیں (بلکہ خود) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ہے۔ نیز فتاویٰ رضویہ جلد 29 صفحہ 587 پر سید ذادوں سے اپنی ذاتی عقیدت کا اظہار نہایت عاجزی کے ساتھ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: یہ فقیر ذلیل بچہ تعالیٰ حضراتِ سادات کرام کا ادنیٰ غلام و خاکِ پا ہے۔ ان کی محبت و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا
(حدائق بخشش، ص ۲۴۶)

سادات کے لئے دو گنا حصہ

خليفة اعلیٰ حضرت ملک العلماء حضرت علامہ مولانا ظفر الدین محدث بہاری علیہ رحمۃ اللہ انباری اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سادات کرام سے محبت و عقیدت کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: حضور (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن) کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دو گنا حصہ بروقت تقسیم شیرینی (شیرینی تقسیم ہوتے وقت) ملا کرتا تھا اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں۔ ایک سال بموقع بارہویں شریف ربیع الاول ہجوم میں سید محمود خاں صاحب علیہ الرحمۃ کو خلاف معمول اکہرا (ایک) حصہ یعنی دو تشریاں شیرینی کی بلا قصد پہنچ گئیں۔ موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کے یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا۔ فرمایا سید صاحب تشریف رکھئے اور تقسیم کرنے والے کی فوراً طلبی ہوئی، اور سخت اظہار ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ابھی ایک سینی (تھال) میں جس قدر حصے آسکیں بھر کر لاؤ۔ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی۔ سید صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور میرا یہ مقصد نہ تھا ہاں قلب (دل) کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کر سکا۔ فرمایا: سید صاحب! یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی۔ اور قاسم شیرینی (شیرینی تقسیم کرنے والے) سے کہا کہ ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کر دو جو اس خوان (تھال) کو مکان پر پہنچا آئے انہوں نے فوراً تعمیل کی۔^(۱)

۱۔۔۔ حیات اعلیٰ حضرت، ۱/ ۱۸۲

یقیناً سیدِ زادے کی اس تعظیم و تکریم سے اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے عشقِ رسول کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ تو ان کے عشقِ رسول کی ایک چھوٹی سی جھلک ہے ورنہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے عشقِ رسول میں ڈوب کر بدنہ ہوں اور گستاخانِ رسول کی سرکوبی کیلئے اپنے زورِ قلم سے جو جہاد فرمایا اور تحریریں لکھیں ان کا ایک ایک لفظ محبتِ رسول میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے عشقِ رسول کے تمام پہلوؤں کو بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ایک طرف تو مدحِ حبیبِ کبریا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں حدائقِ بخشش جیسا خوبصورت نعتیہ دیوان لکھتے ہیں تو دوسری طرف اپنے علم کے بحرِ بیکراں سے رَحْمَتِ عالم، نُورِ مُجْتَمِع صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں ہرزہ سرائی کرنے والوں کو دندانِ شکن جوابات دے کر اپنے محبوب کا دفاع کرتے ہیں۔ کبھی ”الذَّلَّةُ الْمَكِّيَّةُ بِالْمَادَّةِ الْعَبْيَةِ“ جیسی کتاب لکھ کر باذنِ پروردگار، غیوہ پر خبردار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان و عظمت کا چرچا کرتے ہیں تو کبھی ”تمہیدُ الایمان“ و ”حسامِ الحرمین“ جیسی کتابیں لکھ کر گستاخانِ رسول پر بجلیاں گراتے اور ان کا قلع قمع کرتے ہیں۔ الغرض آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی زندگی عشقِ رسول کا ایسا چراغ ہے جس کی روشنی میں عاشقانِ رسول ہمیشہ عشق و محبت کی راہیں طے کرتے رہیں گے۔

اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

(6) محبوب کے دشمنوں سے نفرت

جس طرح محبوب کے دوستوں سے محبت کرنا محبت کی علامت ہے اسی طرح اس کے دشمنوں سے عداوت رکھنا، ان سے قطع تعلق کرنا بھی محبت کی واضح نشانی ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص کسی سے سچی محبت بھی کرے اور اس کے دشمنوں کو بھی دوست رکھے اور پھر یہ تو عام دنیوی محبت کی علامت ہے البتہ جہاں تک تعلق ہے اس بندہ مومن کا کہ جس کی محبت کا مرکز ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات ہو تو اس کی توشان ہی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے ہر گز ہر گز دوستی نہیں کرتا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے احکامات کی مخالفت کریں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَ
رَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ
أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ
بِئْسَ مَا يَفْعَلُ الْغَافِلُونَ (المجادلة: ۲۲)

جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے۔ مزید فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بددینوں

اور بد مذہبوں اور خدا اور رسول (ﷺ) کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے مَوَدَّت و اِحتِلَاط (محبت و میل جول رکھنا) جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جنگِ اُحد میں اپنے باپ کو قتل کیا اور حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے روزِ بدر اپنے بیٹے عبد الرحمن کو مُبَارَزَت (لڑائی) کے لئے طلب کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی اور مُضْعَب بن عُمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عُمیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو روزِ بدر قتل کیا اور حضرت علی بن ابی طالب و حمزہ و ابو عبیدہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے، خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو قربت اور رشتہ داری کا کیا پاس۔^(۱)

ان کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری
ان کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری
بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی ان سے عشق ان کے عدو سے ہو عداوت تیری
میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ عاشقانِ رسول کیلئے صرف
یہی بات کافی نہیں کہ رسولِ پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے
دشمنوں کو دشمن جانیں بلکہ ان سے دشمنی کے ساتھ ساتھ ان کی تہذیب اور رسم و

رواج سے بھی کنارہ کشی اختیار کرنا لازمی ہے۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کے طرزِ عمل سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے ہر اس چیز کو ٹھوکر ماردی جسے محبوبِ دو جہان سرورِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ناپسند کیا تھا۔ مگر افسوس! آج کل کے مسلمانوں کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دشمنوں کے طور طریقوں پر عمل کرنا باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ ذرا سوچئے! عشقِ رسول کے دعویدار آخر کس رُوش پر چل پڑے ہیں؟ ناموسِ رسالت کے رکھوالے دن بہ دن فرنگی تہذیب کی بد تہذیبی میں کیوں رنگتے چلے جا رہے ہیں؟ جو لوگ ہمارے پیارے نبی، مکی مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ہم انہی کے متوالے کیوں بنتے جا رہے ہیں، دُخترانِ اسلام نے حیا کی چادر کیوں اتار پھینکی؟ نوجوانانِ اسلام کی نگاہوں سے حیا کیوں رُخصت ہو گئی؟ اپنے آپ کو غلامانِ مصطفیٰ کہلانے والے سیرتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنانے کے بجائے دُشمنانِ مصطفیٰ کے طور طریقوں پر کیوں عمل پیرا ہیں؟ کیا یہی ہے ہماری محبت؟ کیا عاشقِ صادق بھی محبوب کی راہوں پر چلنے سے شرماتا ہے؟ نہیں نہیں ہر گز نہیں، ارے یہی راہیں تو اس کے لئے سرمایہِ رحیات ہیں لہذا ہوش میں آئیے، گفتار کے نہیں کردار کے غازی بن کر دکھائیے، غیروں کی محبت دل سے مٹائیے اور اُس ذات کی حقیقی مَحَبَّتِ دل میں بسائیے جس کے نور نے دنیا کے اندھیروں میں اُجالا کر دیا، بس حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہو جائیے ساری

دُنیا آپ کی ہو جائے گی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

کی محمد سے وفا تو نے توہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس پر فتن دور میں تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر
غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی ہمارے لئے ایک عظیم نعمت ہے جس کی برکت
سے ہم اپنے تاریک دلوں میں عشقِ مصطفیٰ کی شمع جلا سکتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ
دعوتِ اسلامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی تعلیمات سے مستفیض
ہونے والی دنیائے اسلام کی وہ عظیم تحریک ہے جو قرآن و سنت کی راہ پر چلاتی، عشقِ
رسول سے دلوں کو گرماتی اور صحابہ کرام و اہل بیتِ عظام رِضْوَانُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ
کی محبت کے جام بھر بھر کے پلاتی ہے۔ اس مدنی و پاکیزہ ماحول کی برکت سے نہ جانے
کتنے ہی بد عقیدہ لوگ اپنے باطل عقائد سے توبہ کر کے سنی صحیح العقیدہ بن گئے۔
آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ ہو جائیے۔ آئیے ترغیب و تحریر کے لئے
ایک مدنی بہار ملاحظہ کیجئے۔

بد عقیدہ کی سے توبہ

تحصیل پھالیہ (پنجاب، پاکستان) کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ
دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے سے قبل بد مذہبوں کی صحبت میسر
تھی، جس کی نحوست سے تعظیمِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوٰۃُ وَالسَّلَام اور محبتِ اولیائے

عظام رَحْمَتُہُمُ اللہُ السَّلَام کی حلاوت سے محروم تھا۔ عاشقانِ رسول اور غلامانِ اولیاء سے اس قدر نفرت تھی کہ میرے چچا جان جو کہ اہلسنت و جماعت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک و دعوتِ اسلامی کے مشکبارِ مدنی ماحول سے وابستہ تھے جب کبھی وہ ہمارے گھر آتے تو میرے اندر نفرت کی آگ بھڑک اٹھتی، انہیں حقارت بھری نظروں سے گھورتا اور ان سے بات چیت کرنا بھی گوارا نہ کرتا۔ شاید اسی طرح میری زندگی کی شام ہو جاتی اور کل بروز قیامتِ حسرت و ندامت کا سامنا کرنا پڑتا مگر مجھ پر میرے رب عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہوا اور کسی کام کے سلسلے میں مرکزِ الاولیاء (لاہور) چچا جان کے گھر جانا ہوا۔ ایک دن انہوں نے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کا کہا، نہ چاہتے ہوئے بھی میں انہیں منع نہ کر سکا اور اجتماع میں شریک ہو گیا، مگر یہاں بھی میری آنکھوں پر بندھی نفرت و عداوت کی پٹی نہ کھل سکی۔ قسمت میں چونکہ بد مذہبوں کے چنگل سے چھٹکارا اور عاشقانِ رسول کی صحبت لکھی ہوئی تھی اس لئے ایک دن مدنی ماحول سے وابستہ ایک اسلامی بھائی سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے انتہائی شفقت بھرے انداز میں مجھ پر انفرادی کوشش کی اور مجھے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کی ترغیب دلائی، نہ جانے ان کی باتوں میں کیا اثر تھا کہ میں نے ہاتھوں ہاتھ تیس دن کے مدنی قافلے میں سفر کی نہ صرف ہامی بھری بلکہ مدنی قافلے کا مسافر بھی بن گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کا قرب تو کیا ملا میری زندگی کا ڈھنگ ہی بدل گیا، پرسوز بیانات اور پیاری نعیتیں اور میٹھی میٹھی سنتیں سیکھنے سکھانے کے مدنی حلقوں نے تو میری سوچ کا محور ہی بدل دیا، دل میں حُبِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ کی شمع روشن

ہو گئی اور مجھے ایک قلبی سکون ملنے لگا، آنکھوں پر بندھی بغض و عداوت کی پٹی کھل گئی اور دعوتِ اسلامی سے نفرت محبت میں بدل گئی۔ سر پر عمامہ شریف کا تاج سجایا اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے مرید ہو کر آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو گیا۔ مدنی قافلے سے واپسی پر میں نے بد مذہبوں سے میل جول ختم کر لیا اور اپنا ظاہر و باطن مزید ستھر کرنے کے لئے تربیتی کورس میں داخلہ لے لیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سچی محبت کرنے اور ان کی سنتیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔
 اٰمِیْن بجاہِ النبی الامِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ماخذ و مراجع

***	قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	***
نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف / متوفی	مطبوعہ
1	ترجمہ کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۳۲ھ
2	خزانۃ العرفان	صدر الافضل سید نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
3	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۷۴۱ھ	المطبعة البیہیہ، مصر
4	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ
5	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم ۱۴۱۹ھ
6	سنن الترمذی	امام محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
7	سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
8	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۳۶ھ
9	المسند	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ

10	المستدرک علی الصحيحین	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
11	تاریخ دمشق	علامہ علی بن حسن متوفی ۵۷۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
12	کنز العمال	علی قتیبی بن حسام الدین ہندی زبان پوری متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
13	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
14	مشکاۃ المصابیح	علاء الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۳۱ھ
15	الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	القاضی ابو الفضل عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ	مرکز البسنت برکات رضا باندہ ۱۴۳۳ھ
16	دلائل النبوة	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی تیزی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
17	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد بن فضالہ متوفی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
18	الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
19	شرح الزرقانی علی المواہب	محمد زقانی بن عبد الباقي بن یوسف متوفی ۱۱۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
20	وسائل الوصول الی شمائل الرسول	امام یوسف بن اسماعیل نبھانی متوفی ۱۳۵۰ھ	دار المنہاج بیروت ۱۴۲۳ھ
21	الریاض النضرۃ	امام شیخ ابو جعفر احمد طبری متوفی ۶۹۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
22	الکامل فی التاریخ	ابو الحسن علی بن محمد بن اشیر جزیری متوفی ۶۳۰ھ	مکتبۃ الادب، قاہرہ مصر
23	الاصابة فی تمییز الصحابۃ	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۵ھ
24	جذب القلوب	شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
25	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
26	سیرت مصطفیٰ	مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
27	تقویم نبی	فتیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	مصطفیٰ فاؤنڈیشن لاہور
28	حیات اعلیٰ حضرت	ملک العلماء ظفر الدین بہاری متوفی ۱۳۸۲ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
29	فیضان صدیق اکبر	المدینۃ العلمیہ شعبہ فیضان صحابہ و اہل بیت	مکتبۃ المدینہ، کراچی
30	حدائق تنقش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
31	ذوقِ نعت	شہنشاہ و نجن مولانا حسن رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	فضاء الدین پبلیکیشنز کراچی

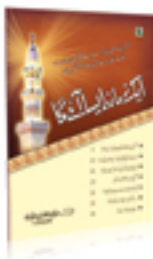
فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
28	(4) زہد و تقویٰ	1	دُرود شریف کی فضیلت
30	(5) شفقت و رحم دلی	1	آزادی ٹھکرانے والا غلام
31	(6) حُسنِ اخلاق	4	شیعِ رسالت کے پروانے
33	محبت کی علامات	5	محبتِ رسول اصل ایمان ہے
33	(1) اطاعت و اتباع	7	محبتِ رسول خونی رشتوں سے بڑھ کر ہے
35	اتباعِ رسول اور امیرِ اہلسنت	9	سیدِ ناصدِ حق اکبر عاشقِ اکبر ہیں
37	(2) تعظیم و تکریم	11	صدق کیلئے ہے خدا اور رسول بس
39	(3) کثرتِ ذکر	14	فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول
41	(4) شوقِ دیدار	14	آستینوں کو چھری سے کاٹ لیا
42	(5) محبوب کے دوستوں سے محبت	16	آقا سے پہلے طواف نہ کیا
44	ساداتِ کرام سے عقیدت کی وجہ	18	آقا کا نام نہیں ملاؤں گا
45	سادات کے لئے دو گنا حصہ	20	غزوہٴ اُحد کے جانثار صحابہ
47	(6) محبوب کے دشمنوں سے نفرت	22	محبت کے اسباب
50	بدعقیدگی سے توبہ	23	(1) حُسن و جمال
52	ماخذ و مراجع	25	(2) علم
	***	27	(3) جود و سخا

سُنّت کی جہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے جیسے جیسے منڈی ماحول میں بکثرت منتشیں سکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر شعراتِ مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی منڈی ایجاد ہے۔ عاشقانِ رسول کے منڈی قافلوں میں بہت ثواب سنتوں کی ترہیت کیلئے سفر اور روزانہ گھر مدینہ کے ذریعے منڈی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر منڈی ماہ کے پیرائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالینے، اِن شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بڑکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے گونے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا بیڑہ بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِن شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے ”منڈی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”منڈی قافلوں“ میں سفر کرتا ہے۔ اِن شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ



ISBN 978-969-631-477-6



0125191



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net